3/5 22/2/12

مقالہ نگار : احمد حسن
عنوان : ہرگوپال تفتہ کے احوال وآثار
زیرنگرانی : پروفیسر محمد اقبال
شعبہ فارسی جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

خلاصہ

مرزا ہرگوپال تفتؔہ کا شمار غالبؔ کے انتہائی چہیتے اور سعادتمندترین شاگردوں نیز انیسویں صدی عیسوی کے اہم فارسی گوشاعروں میں ہوتا ہے۔ ان کے شاعرانہ ذوق کی توثیق کے لیے یہ بات کافی ہے کہ غالبؔ جیسا شاعر اور نقاد جس نے جہاں بہت سے اچھے اور ہندوستانی اسلوب کے عظیم نمایندہ شاعروں جیسے بیدلؔ، ناصر علی، آرزوؔ اور غنیمت وغیرہ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے وہیں تفتہ کی غیر معمولی شاعرانہ صلاحیت کا نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ تحسین و تعریف کے لئے ایسے الفاظ اس کے لئے استعمال کئے ہیں کہ ان سے بالاتر ممکن نہیں۔ اس کی تفصیل اس مقالے کے اندر ملے گی۔ نمونے کے طور پر چند جملے مقابلہ کے ساتھ ملاحظہ ہوں:

''غالب کہتے ہیں:

''ہندوستان کے سخنوروں میں حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمہ کے سوا کوئی استاد مسلم الثبوت نہیں ہوا.................

ناصر علی، بیدلؔ، اور غنیمت ان کی فارسی کیا؟ ہر ایک کا کلام بدرجۂ انصاف دیکھئے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا..........؟

منتؔ، مکینؔ، واقفؔ اور قتیلؔ یہ تو اس قابل بھی نہیں کہ ان کا نام لیجئے۔ وارستہؔ سیالکوٹی نے خان آرزو کی تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا۔ ہر اعتراض بجا ہے۔'' (غالب کے خطوط ص ۵۹۴)

تفتہؔ کے بارے میں غالبؔ لکھتے ہیں:

''تمہارا کلام پختگی کو پہنچ گیا، اصلاح طلب نہیں رہا ....اب مشق تمہاری پختہ ہوگئی، خاطر میری جمع ہے ....تم خوشگو اور زود گو مقرر ہو ....اس قصیدہ پر ناز کیا کرو۔ یہ قصیدہ تم نے بہت خوب لکھا ہے۔

اس قصیدہ کی جتنی تعریف کروں کم ہے۔ میں نے مانا تمہاری شاعری کو...........آج تمہارا کلام وہ نہیں کہ کوئی اس پر گرفت کر سکے۔

(غالب کے خطوط ص ۳۵۰، ۳۳۸، ۳۵۰، ۳۲۷)

ایک انگریز دانشور ریٹی گن صاحب فارسی شاعروں کا ایک تذکرہ انگریزی میں لکھنا چاہتے تھے۔ اس سلسلے

میں انہوں نے غالب کی طرف رجوع کیا اور ان سے شاعروں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ریٹی گن صاحب کے حسب ہدایت تفتہ نے ان کو اپنے دو دیوان، تذکرہ نشترعشق اور ایک اور تذکرہ بھیجا۔ غالب ان کے ان تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صاحب تم سے بہت خوش اور تمہارے بہت معتقد ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں اتنا بڑا شاعر کوئی اور ہندوستان میں نہ ہوگا جو پچاس ہزار بیت کا مالک ہو۔"
(غالب کے خطوط ص ۳۴۸)

ان وجوہ سے ایک ہندوستانی فارسی گو شاعر کی حیثیت سے تفتہ کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ یہ بات حیرت انگیز ہے کہ اتنے بڑے شاعر کے حالات زندگی اور اس کے کلام کا اب تک کوئی سنجیدہ مطالعہ نہیں کیا گیا۔ چند تذکرے لکھے گئے جیسے تلامذۂ غالب، ذکر غالب، فیضان غالب، بزم غالب، گلشن ہمیشہ بہار اور گلستان سخن وغیرہ جن میں ان کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے۔ ان کی زندگی اور مختلف اصناف کلام میں ان کی طبع آزمائی پر تفصیل سے بحث نہیں کی گئی ہے۔ چنانچہ مالک رام نے ضیاءالدین انصاری صاحب کی کتاب "تفتہ اور غالب" کے مقدمہ میں امر کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"تفتہ کے دیوان آسانی سے دستیاب بھی نہیں ہوتے۔ وہ ایک مرتبہ چھپے تھے اور دوبارہ ان کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔ ایسے میں یہ امید رکھنا کہ کوئی اللہ کا بندہ تفتہ کے کلام کا مکمل جائزہ لے کر ہندوستان کے فارسی ادب میں ان کا مقام متعین کرنے کی کوشش کرے گا امید موہوم سے زیادہ نہیں ہے۔" (تفتہ و غالب ص ۲)

اس لئے ضرورت تھی کہ تفتہ کی زندگی اور ان کی شاعری نیز منظوم تصانیف کا جائزہ تفصیل سے لیا جائے اور ایک مستند مرقع کی شکل میں اسے پیش کیا جائے۔ اس ضرورت کا احساس خود مالک رام کو بھی تھا۔ چنانچہ اسی کتاب کے مقدمہ میں وہ رقم طراز ہیں:

"ضرورت تھی کہ غالب اور تفتہ کے تعلقات اور تصنیفی کارناموں کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے۔ بدقسمتی سے تفتہ کے مفصل حالات دستیاب نہیں ہوتے۔ دراصل اس کے لئے جتنی محنت و کاوش کی ضرورت تھی وہ نہیں کی گئی۔"